روزنامہ
ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FD-10

الفضل

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان
Web: http://www.alfazl.org
Email: editor@alfazl.org

ہفتہ 18 جولائی 2009ء 24 رجب 1430 ہجری 18 وفا 1388 ہش جلد 59-94 نمبر 161

قرآن پر عمل کرنے والا

ام المومنین حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص جو قرآن کریم پڑھتا ہے اور اس کا حافظ ہے وہ ایسے لکھنے والوں کے ساتھ ہوگا جو بہت معزز اور بڑے نیک ہیں اور وہ شخص جو قرآن کریم کو پڑھتا ہے اور اس کی تعلیمات پر شدت سے کاربند ہوتا ہے اس کے لئے دو اجر ہیں۔

(بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورة عبس حدیث نمبر 4556)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

آیات محکمات کی ایک یہ بھی علامت ہے کہ اُن کی شہادت نہ محض کثرت آیات سے بلکہ عملی طور پر بھی ملتی ہے۔ یعنی خدا کے نبیوں کی متواتر شہادت اُن کے بارہ میں پائی جاتی ہے۔ جیسا کہ جو شخص خدا تعالیٰ کے کلام قرآن شریف اور دوسرے نبیوں کی کتابوں کو دیکھے گا۔ اُس کو معلوم ہوگا کہ نبیوں کی کتابوں میں جس طرح خدا پر ایمان لانے کی تاکید ہے ایسا ہی اُس کے رسولوں پر بھی ایمان لانے کی تاکید ہے اور متشابہات کی یہ علامت ہے کہ اُن کے ایسے معنی ماننے سے جو مخالف محکمات کے ہیں فساد لازم آتا ہے اور نیز دوسری آیات سے جو کثرت کے ساتھ ہیں مخالف پڑتی ہیں خدا تعالیٰ کے کلام میں تناقض ممکن نہیں اِس لئے جو قلیل ہے بہرحال کثیر کے تابع کرنا پڑتا ہے اور میں لکھ چکا ہوں کہ اللہ کے لفظ پر غور کرنا اس وسوسہ کو مٹا دیتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کے کلام میں اس کے اپنے بیان میں اللہ کے لفظ کی یہ تصریح ہے کہ اللہ وہ خدا ہے جس نے کتابیں بھیجی ہیں اور نبی بھیجے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا کہ وہ ان مدارج اور مراتب کو پالیں جو رسول کریم کی پیروی سے لوگوں کو ملیں گے کیونکہ جن منازل تک بباعث پیروی نور رسالت پیروی کرنے والے پہنچ سکتے ہیں محض اندھے نہیں پہنچ سکتے اور یہ خدا کا فضل ہے جس پر چاہے کرے۔ اور جبکہ خدا تعالیٰ نے اسم اللہ کو اپنے تمام صفات اور افعال کا موصوف ٹھہرایا ہے تو اللہ کے لفظ کے معنے کرنے کے وقت کیوں اس ضروری امر کو ملحوظ نہ رکھا جاوے۔ ہمیں اس سے کچھ غرض نہیں کہ قرآن شریف سے پہلے عرب کے لوگ اللہ کے لفظ کو کن معنوں پر استعمال کرتے تھے۔ مگر ہمیں اِس بات کی پابندی کرنی چاہئے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں اول سے آخر تک اللہ کے لفظ کو انہیں معنوں کے ساتھ بیان فرمایا ہے کہ وہ رسولوں اور نبیوں اور کتابوں کا بھیجنے والا اور زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا اور فلاں فلاں صفت سے متصف اور واحد لاشریک ہے۔ ہاں جن لوگوں کو خدا تعالیٰ کا کلام نہیں پہنچا اور بالکل بے خبر ہیں اُن سے اُن کے علم اور عقل اور فہم کے موافق مواخذہ ہوگا۔ لیکن یہ ہرگز ممکن نہیں کہ وہ ان مدارج اور مراتب کو پالیں جو رسول کریم کی پیروی سے لوگوں کو ملیں گے۔ کیونکہ جن منازل تک بباعث پیروی نور رسالت پیروی کرنے والے پہنچ سکتے ہیں محض اندھے نہیں پہنچ سکتے اور یہ خدا کا فضل ہے جس پر چاہے کرے۔

(حقیقة الوحی، روحانی خزائن جلد 22 ص 175)

عبادتوں کے معیار

حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مجلس شوریٰ 2009ء کے لئے جو پیغام بھجوایا اس میں عبادتوں کے معیار بلند کرنے کی بطور خاص نصیحت فرمائی۔ آپ فرماتے ہیں:۔

سب سے بڑھ کر یہ کہ دعاؤں پر بہت زور اور توجہ دیں۔ یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ ہر احمدی کی اور خاص طور پر عہدیدار کی کہ جماعتی ترقی اور حالات کی بہتری کے لئے بہت دعائیں کریں۔ نہ صرف اپنی فرض عبادتوں کے معیار بلند کریں بلکہ نوافل سے بھی انہیں سجائیں۔ مالی قربانی میں تو ماشاء اللہ پاکستان کے احمدیوں نے دنیا کی تمام جماعتوں کو پیچھے چھوڑ دیا ہے لیکن (بیوت الذکر) کی آبادی کی طرف توجہ کی بہت ضرورت ہے۔ اللہ اِس میں آپ کو صفِ اوّل میں کھڑا کر دے۔

اللہ تعالیٰ ہمیشہ مجھے آپ کی طرف سے خیر کی خبریں پہنچائے اور ہر فرد جماعت کو میرے لئے قُرَّةُ الْعَیْن بنائے۔ مجھے بھی آپ سب کے لئے پہلے سے بڑھ کر دعاؤں کی توفیق دے۔ آمین

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام ہم سب کیلئے ہے۔ آپ کے ارشاد کی روشنی ہم سب کا فرض ہے کہ ہم نماز باجماعت کا قیام کریں۔ اور بیوت الذکر کو ہمیشہ آباد رکھیں۔ آمین

(مرسلہ ناظر صاحب اصلاح وارشاد مرکزیہ بسلسلہ تعمیل سفارشات شوریٰ 2009ء)

ضرورت ڈاکٹرز

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے فضل عمر ہسپتال میں شعبہ امراض بچگان مفید خدمت سرانجام دے رہا ہے آؤٹ ڈورز / وارڈز اور انتہائی نگہداشت کے وارڈ میں بچوں کا علاج معالجہ جاری ہے۔ تاہم اس شعبہ میں خدمت کرنے والے رجسٹرار ڈاکٹرز کی کمی ہے۔ ایسے ڈاکٹر صاحبان جو اس شعبہ میں خدمت کرنے میں دلچسپی رکھتے ہوں یا اس شعبہ میں کام کا تجربہ ہو ان سے اس جماعتی ادارہ میں خدمت کی اپیل ہے۔ وہ اپنی درخواستیں امیر صاحب جماعت / صدر صاحب محلّہ کی سفارش سے بنام ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال بھجوا دیں۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

مشعل راہ

نبی اور فلاسفر میں کیا فرق ہے

فلسفی اور نبی

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

''فلسفی اور نبی میں یہ فرق ہے کہ فلسفی کہتا ہے کہ خدا ہونا چاہئے۔ نبی کہتا ہے کہ خدا ہے۔ فلسفی کہتا ہے کہ دلائل ایسے موجود ہیں کہ خدا کا وجود ضرور ہونا چاہئے۔ نبی کہتا ہے کہ میں نے خدا سے کلام کیا ہے اور مجھے اس نے بھیجا ہے اور میں اس کی طرف سے اس کو دیکھ کر آیا ہوں۔''
(ملفوظات جلد اول ص 539)

نبی اور فلاسفر میں فرق

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں۔

نبی دنیا میں سب سے بڑا مصلح ہوتا ہے۔ بڑے بڑے فلاسفر گزرے ہیں مگر نبیوں کے مقابلہ میں کھڑے نہیں کئے جاسکتے کیونکہ جس طرح نبیوں نے اصلاح کی ہے اس طرح وہ نہیں کر سکے۔ بو علی سینا کی نسبت لکھا ہے کہ اسے ایک شاگرد نے کہا کہ اگر آپ نبوت کا دعویٰ کرتے تو کیا ہی اچھا ہوتا۔ آپ کو یہ دعویٰ سجتا ہے۔ محمد (ﷺ) نے (نعوذ باللہ) یونہی دعویٰ کر دیا۔ وہ تو امی تھا۔ یہ سن کر بوعلی سینا چپ ہو رہا اور کچھ جواب نہ دیا۔ ایک دن سردی کا موسم تھا۔ اس نے تالاب میں جس کا پانی سردی کی وجہ سے یخ ہو رہا تھا۔ اسی شاگرد کو چھلانگ مارنے کے لئے کہا۔ اس نے انکار کر دیا اور کہا کیا آپ جانتے نہیں کہ سردی کا موسم ہے۔ پانی میں چھلانگ مارنے سے سن ہو جاؤں گا۔ آج آپ کو کچھ ہو تو نہیں گیا۔ بوعلی نے کہا۔ احمق اسی عقیدت پر تُو نے کہا تھا اگر تُو نبوت کا دعویٰ کرتا تو درست ہوتا۔ کیا تو نہیں جانتا کہ آنحضرت ﷺ نے ایک کو نہیں دو کو نہیں بلکہ ہزاروں کو حکم دیا کہ اپنی جانوں کو لڑا دو۔ تو وہ اپنے بیوی، بچے، عزیز و اقارب، مال و اموال سب کچھ چھوڑ کر چلے گئے اور جان جانے کی ذرا پرواہ نہ کی۔ بے تنخواہ کی پولیس، فوج اور مجسٹریٹ بن گئے۔ اپنا خرچ کرتے اور دنیا کی حفاظت کرتے اپنی جانیں قربان کرتے اور دنیا کو ہلاک ہونے سے بچاتے۔ پس نبیوں کا کام ثابت کرتا ہے کہ واقعہ میں وہ نبی ہیں۔ فلاسفر اصلاح خلق کا دعویٰ تو کر دیتے ہیں مگر ان کے کام میں کامیابی نہیں ہوتی۔ بہت سے ایسے ہوتے ہیں جو کہتے کچھ اور کرتے کچھ ہیں لیکن نبی دنیا کی حفاظت اور اصلاح کے لئے آیا کرتا ہے۔ (انوار العلوم جلد 3 ص 51-52)

انبیاء کی کامیابی کا سبب

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

''بعض لوگ انبیاء اور مرسلین من اللہ کی کامیابیوں کو دیکھ کر یہ خیال کرتے ہیں کہ شاید ان لوگوں کی کامیابی بسبب ان کی لفاظیوں اور قوت بیانیوں اور فصاحتوں اور بلاغتوں کے ہے۔ آؤ ہم بھی ایسا ہی کریں اور اپنا سلسلہ جمالیں۔ مگر وہ لوگ غلطی کھاتے ہیں۔ انبیاء کی کامیابی بسبب اس تعلق کے ہوتی ہے جو ان کا خدا کے ساتھ ہوتا ہے آدمؑ سے لے کر آج تک کسی کو تقویٰ کے سوا فتح نہیں ہوئی۔

فتح کی کنجی خدا کے ہاتھ میں ہے۔ فتح صرف اسی کو ہو سکتی ہے جس کا بحر تقویٰ میں سب سے بڑھ کر ہے۔ تقویٰ کا پودا قائم ہو جائے، تو اس کے ساتھ زمین و آسمان الٹ سکتے ہیں۔''

(ملفوظات جلد اول ص 539)

43واں جلسہ سالانہ جماعت ہائے احمدیہ برطانیہ 2009ء

26,25,24 جولائی بروز جمعۃ المبارک، ہفتہ، اتوار

احمدیہ ٹیلی ویژن پر ٹیلی کاسٹ ہونے والے LIVE پروگرام

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ برطانیہ کا 43واں جلسہ سالانہ مورخہ 24، 25، 26 جولائی 2009ء بروز جمعۃ المبارک، ہفتہ، اتوار منعقد ہو رہا ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس بابرکت موقع پر خطبہ جمعہ کے علاوہ چار خطابات ارشاد فرمائیں گے۔ اس جلسہ کے تمام پروگرام احمدیہ ٹیلی ویژن پر براہ راست ٹیلی کاسٹ کئے جائیں گے۔ پاکستانی وقت کے مطابق تفصیل درج ذیل ہے۔ احباب جماعت اس روحانی جلسہ سے زیادہ سے زیادہ استفادہ فرمائیں۔

جمعۃ المبارک 24 جولائی 2009ء

6:00 بجے سہ پہر	خطبہ جمعہ براہ راست حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ
9:25 بجے رات	پرچم کشائی
9:30 بجے رات	تلاوت قرآن کریم اردو ترجمہ و نظم

افتتاحی خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

ہفتہ 25 جولائی 2009ء

3:00 بجے دوپہر	تلاوت قرآن کریم اردو ترجمہ و نظم
3:20 بجے دوپہر	تقریر ''ہستی باری تعالیٰ'' (اردو) (مکرم ڈاکٹر حافظ صالح محمد الہ دین صاحب)
3:50 بجے دوپہر	تقریر ''سیرۃ النبی ﷺ (صلح اور امن کے پیامبر)'' (انگریزی) (مکرم ٹومی کالون صاحب۔ صدر مجلس خدام الاحمدیہ یو۔کے)
4:30 بجے سہ پہر	تقریر ''نظام خلافت اور تائید الٰہی'' (اردو) (مکرم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد)
5:00 بجے سہ پہر	حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خواتین سے خطاب
8:30 بجے شام	معزز مہمانوں کے مختصر خطابات
9:00 بجے رات	تلاوت قرآن کریم اردو ترجمہ و نظم

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا دوسرے روز کا خطاب

اتوار 26 جولائی 2009ء

3:00 بجے دوپہر	تلاوت قرآن کریم اردو ترجمہ و نظم
3:20 بجے دوپہر	تقریر ''حضرت مسیح موعود کا انقلاب انگیز لٹریچر'' (اردو) (مکرم عبدالسمیع خان صاحب)
3:50 بجے سہ پہر	تقریر ''دینی سزاؤں کی فلاسفی'' (انگریزی) (مکرم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب)
4:20 بجے دوپہر	نظم
4:30 بجے سہ پہر	تقریر ''قرآن کریم کی عظمت و شان'' (انگریزی) (مکرم مولانا اظہر حنیف صاحب)
5:00 بجے سہ پہر	تقریر ''غیر مسلم ریاست میں مسلمان کے فرائض'' (انگریزی) (مکرم رفیق احمد حیات صاحب)
6:00 بجے سہ پہر	عالمی بیعت
8:30 بجے شام	معزز مہمانوں کے مختصر خطابات
9:00 بجے رات	تلاوت قرآن کریم اردو ترجمہ و نظم

اختتامی خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

پبلشر و پرنٹر طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ مطبع ضیاء الاسلام پریس مقام اشاعت دارالنصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت -/5 روپے

تبرکات

دینی تعلیمات کی روشنی میں حسین معاشرہ کی تشکیل میں افراد کا کردار

اللہ تعالیٰ کی محبت کے نتیجہ میں اس کی مخلوق کا سچا احترام دل میں پیدا ہو سکتا ہے

مسابقت فی الخیرات، اقرباء کے ساتھ محبت اور رضائے باری تعالیٰ کا حصول حسین معاشرے کے لئے ضروری ہیں

رشحات قلم: سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع

معاشرہ پُرامن ہو یا پُرآشوب، فرد اس کی تشکیل میں انتہائی اہم کردار ادا کرتا ہے ایک عمارت کی تعمیر میں جس طرح عمدہ اینٹوں کی بھی ضرورت ہوا کرتی ہے اسی طرح (دین حق) کے نزدیک اچھے معاشرہ کی تعمیر و تشکیل میں افراد کے اعلیٰ کردار اور اوصاف کی بھی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ یہ ایک بہت وسیع مضمون ہے جس پر قرآن کریم میں اوّل سے آخر تک بحث اور راہنمائی موجود ہے۔ (دین حق) جو اعلیٰ اخلاق اور اوصاف معاشرہ میں پیدا کرنا چاہتا ہے ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

مسابقت فی الخیرات

(دین حق) نے الٰہی تعلیم کے مطابق انسانی خواہشات کی تہذیب و تعدیل کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں ابھارا بھی ہے تا کہ مکمل توازن اور اعتدال قائم کیا جا سکے۔ ایسے توازن کے بغیر معاشرتی امن کا حصول ناممکن ہے۔ (دین حق) ایسی خواہشات کو فروغ دیتا ہے جن کی تکمیل کسی فرد کی مالی حیثیت پر منحصر نہ ہو اور ہر حیثیت کے لوگ ان خواہشات کو بلا خرچ یا بہت معمولی خرچ سے پورا کر سکیں۔

دوسروں سے ممتاز دکھائی دینا اور عوام کے معیار زندگی سے بلند ہونا ایک طبعی جذبہ ہے۔ تاہم دوسروں سے آگے نکلنے کا یہ طبعی رجحان اگر مناسب اور جائز حدود سے تجاوز کر جائے اور بے لگام ہو جائے تو ایک غیر صحت مند رجحان اور جنون کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ مثال کے طور پر حسد یا ناجائز ذرائع کے استعمال سے مسابقت کی کوشش ایسی برائیاں ہیں جو آزاد اور صاف ستھرے مقابلہ کی روح کے لئے زہر قاتل کا حکم رکھتی ہیں۔ ایسی برائیوں کے ہوتے ہوئے مسابقت کا مفید جذبہ الٹا سارے معاشرہ کو بیمار کر دیتا ہے۔ اس کی چھوٹی سی مثال کھیلوں کے مقابلوں کے دوران نشہ آور ادویات کا استعمال ہے۔ قومی اور بین الاقوامی سطح پر صنعتی اور تجارتی مقابلوں میں اس کی بہت ہی بری اور گھناؤنی مثالیں ملتی ہیں جہاں انصاف نام کی چیز نہیں ملتی۔ یاد رہے کہ تیسری دنیا کے ممالک کے ناجائز ذرائع ترقی یافتہ اقوام کے اختیار کردہ ناجائز ذرائع سے مختلف ہوتے ہیں۔ تیسری دنیا کے ممالک میں فوری اقتصادی فوائد حاصل کرنے کے لئے ناجائز ذرائع بلاتکلف اور بکثرت استعمال کئے جاتے ہیں مثلاً بدعنوانی، ملاوٹ، بدعہدی، فراڈ اور دھوکہ بازی وغیرہ۔ یہی وجہ ہے کہ تمام شعبہ ہائے زندگی میں مذہبی اور اخلاقی تعلیم کو بروئے کار لانے کی اشد ضرورت ہے۔ ظاہر ہے کہ اس تعلیم کے فقدان سے نہایت خطرناک نتائج نکلنے کا خطرہ ہے۔

مسابقت سے متعلق مختلف مقابلوں کے سلسلے میں (دین حق) نے تفصیلی ہدایات دی ہیں۔

قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیت میں مسابقت کے طبعی جذبہ کے متعلق (دینی) تعلیم کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے (۔)

اور ہر ایک کے لئے ایک مطمح نظر ہے جس کی طرف وہ منہ پھیرتا ہے۔ پس نیکیوں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جاؤ۔ تم جہاں کہیں بھی ہو گے اللہ تمہیں اکٹھا کر کے لے آئے گا۔ یقیناً اللہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔

(سورۃ البقرہ آیت نمبر:149)

یہ قرآن کریم کا اعجاز ہے کہ اس مختصر سی آیت میں حکمت کے سمندر کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ یہ آیت ہر میدان اور ہر قسم کے مقابلہ کے لئے راہنما اصول مہیا کرتی ہے۔ آخری مقصد تو نیکی کا حصول ہے اور یہی دراصل سب سے اعلیٰ وارفع مقصد ہے۔ اس لئے نیکی ہی کو مقابلوں کا مقصود بالذات ہونا چاہئے۔ پس اس مختصر سی آیت کے ذریعہ ہر قسم کے ناجائز ذرائع اور ہیرا پھیری سے مسابقت کی کوشش کو کلیۃً ممنوع قرار دے دیا گیا ہے۔

اگر وقت اجازت دیتا تو ہم تفصیل سے اور وضاحت کے ساتھ یہ جاننے کی کوشش کرتے اور (دینی) تعلیم سے نظائر پیش کرتے کہ جملہ مقابلوں کو کس طرح صحت مند، صاف ستھرا اور شفاف رکھا جا سکتا ہے۔ بہت کم لوگ یہ شعور رکھتے ہیں کہ قلب و ذہن کا حقیقی اطمینان دراصل نیک ہونے میں ہے نہ کہ ناجائز ذرائع سے کام لے کر کوئی بڑا معرکہ سرانجام دینے میں۔ ایسے لوگ نہ تو معاشرہ سے اور نہ ہی اپنی ذات سے کبھی مطمئن ہوتے ہیں۔ سرسری نظر سے دیکھنے والوں کو ایسے لوگ بظاہر بڑے تیس مار خان اور خوش و خرم دکھائی دیں گے مگر اندر سے ان کی فتح اور کامیابی بہت کھوکھلی ہوا کرتی ہے۔

پاکستان کے ایک مرحوم ارب پتی کے ایک دوست نے مجھے یہ حیران کن اور دکھ بھری کہانی سنائی کہ ایک مرتبہ اس نے اپنے دوست کے سامنے اس کی عظیم الشان کامیابیوں کی تعریف کی تو بجائے خوش ہونے کے اس نے جو فوری ردِعمل دکھایا وہ بڑا ہی حیران کن تھا۔ اس نے اپنا گریبان کھولا اور اپنے ہاتھ کو اس طرح حرکت دی جیسے وہ اپنے ناخنوں سے جانور کے پنجے کی طرح اپنا سینہ چاک کرنا چاہتا ہے۔ اس نے چیختے ہوئے کہا کہ میں اس کامیابی پر لعنت بھیجتا ہوں اگر کوئی میرا سینہ چیر کر دیکھ سکے تو اسے اندر صرف ایک بھڑکتی ہوئی آگ کے شعلے دکھائی دیں گے۔

اس تلخ حقیقت کا کچھ لوگ تو اعتراف کر لیتے ہیں مگر کچھ نہیں کرتے لیکن فطرتِ انسانی کو کون شکست دے سکتا ہے۔ ایک شخص دولت کا انبار تو لگا سکتا ہے اور تعیش کے ذرائع تک رسائی بھی حاصل کر لیتا ہے لیکن یہ افسوسناک حقیقت اپنی جگہ پر موجود ہے کہ شاید ہی چند ایک امیر لوگ ایسے ہوں گے جنہیں حقیقی راحت اور اطمینان میسّر ہو۔ ان کی حالت کو قرآن کریم نے یوں بیان فرمایا ہے: (۔)

ہلاکت ہو ہر غیبت کرنے والے سخت عیب جو کیلئے جس نے مال جمع کیا اور اس کا شمار کرتا رہا۔ وہ گمان کیا کرتا تھا کہ اس کا مال اسے دوام بخش دے گا۔ خبردار! وہ ضرور حُطَمَۃ میں گرایا جائے گا۔ اور تجھے کیا بتائے کہ حُطَمَۃ کیا ہے؟ وہ اللہ کی آگ ہے بھڑکائی ہوئی جو دلوں پر لپکے گی۔ یقیناً وہ ان کے خلاف بند رکھی گئی ہے ایسے ستونوں میں جو کھینچ کر لمبے کیے گئے ہیں۔

(سورۃ الھمزۃ آیات 2 تا 10)

جب تک انسان کے اس فطری جذبہ کی تسکین نہیں ہوتی کہ وہ نیک بنے، نیک اعمال بجا لائے اور پاکیزہ زندگی بسر کرے اسے سچا اطمینان نصیب نہیں ہو سکتا۔

اعزہ واقرباء کے ساتھ محبت

ایک مربوط خاندانی نظام اور سماجی امن کے قیام کے لئے اعزہ واقرباء سے محبت و اخوت، صلہ رحمی اور حسن سلوک کی ضرورت کا ذکر کیا جا چکا ہے یہاں اس کا ذکر اس لئے کیا جا رہا ہے تا کہ فرد کے کردار کی اہمیت اور ضرورت کو اجاگر کیا جائے۔ دراصل فرد کا کردار معاشرہ میں وہی مقام رکھتا ہے جو کسی عمارت کی تعمیر میں اینٹ کا ہوتا ہے۔ اینٹ کو بہتر بنائے بغیر عمارت کو بہتر نہیں کیا جا سکتا۔

خدمتِ خلق

(دین حق) نے اس امر پر زور دیا ہے کہ انسان کو اپنے اندر یہ صلاحیت پیدا کرنی چاہئے کہ وہ دوسروں کی خدمت کر کے خوشی محسوس کرے نہ کہ دوسروں سے خدمت لے کر۔ قرآن کریم کی ایک آیت کے مندرجہ ذیل حصہ میں یہی پیغام دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (۔)

تم بہترین امت ہو جو تمام انسانوں کے فائدہ کے لئے نکالی گئی ہو۔ تم اچھی باتوں کا حکم دیتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔

(سورۃ آل عمران آیت نمبر 111)

اس آیت میں یہ اشارہ کیا گیا ہے کہ ایک (مومن) کو دوسروں پر بلاوجہ فوقیت نہیں دی گئی۔ کسی مرد یا عورت کے محض (مومن) ہونے سے خود بخود یہ نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا کہ وہ دوسروں سے بہتر ہے۔ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ کا خطاب دوسرے کی خدمت کر کے ہی حاصل کیا جا سکتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ دوسروں کے ساتھ احسان کا سلوک کرنے والے ہوں۔

خیر کے معانی بہتر اور بہترین دونوں کے ہیں۔ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے خیر کے معنوں کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا۔

''اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اوپر والا ہاتھ دینے اور خرچ کرنے والا ہے اور نچلا ہاتھ مانگنے اور لینے والا ہے۔''

(صحیح البخاری۔ کتاب الزکوٰۃ باب لاصدقۃ الاّ عن ظھر غنی۔ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ۔ باب بیان أنّ الید العلیا خیر من الید السفلیٰ)

قرآن کریم اور احادیث میں عظمت کردار کے اس پہلو پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ صحابہ کرامؓ نے اس تعلیم پر عمل کرتے ہوئے عظمتِ کردار کے نئے اور ارفع معیار قائم کئے۔ انہیں بس ایک ہی دھن تھی اور وہ یہ کہ دوسروں کی خدمت کریں۔ دوسروں سے خدمت لینے میں تو وہ ایک گونہ عار محسوس کرتے۔

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک موقع پر ہم سات، آٹھ یا نو افراد آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم اللہ کے رسول کے ساتھ ایک عہد نہیں کرو گے؟ حضرت عوفؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے کچھ ہی عرصہ قبل حضور ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی تھی چنانچہ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم تو پہلے ہی عہد کر چکے ہیں۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے اپنا سوال دوہرایا اور ہم نے وہی جواب دیتے ہوئے عرض

کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ! اب آپ ہم سے کون سا عہد لینا چاہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کہ تم اللہ کی عبادت کرو گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے اور یہ کہ تم پنجوقتہ فرض نمازیں ادا کرو گے اور اللہ کی اطاعت کرو گے اور کسی سے کچھ نہیں مانگو گے۔ حضرت عوف بن مالکؓ بیان فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ ان اصحاب میں سے کسی سوار کے ہاتھ سے گھوڑے کا چابک بھی گر جاتا تو وہ کسی سے یہ بھی نہیں کہتا تھا کہ یہ چابک اٹھا کر مجھے دے دو۔

(صحیح مسلم۔کتاب الزکاۃ ۔ باب کراھۃ المسئلۃ للناس)

خدمتِ خلق پر جو اتنا زور دیا گیا ہے تو یہ کوئی محض خشک زاہدانہ تعلیم نہیں ہے بلکہ انسانی رویّوں میں لطافت اور شائستگی پیدا کرنے کی ایک کوشش ہے تاکہ اس میں اعلیٰ اقدار کا ذوق پروان چڑھے۔ اگر ایک بار اس قسم کا اعلیٰ ذوق پیدا کر دیا جائے تو بآسانی یہ تربیت بھی کی جاسکتی ہے کہ انسان خدمت ہی میں لذت محسوس کرنے لگے بجائے اس کے کہ وہ دوسروں کے احسانات اور رحم وکرم کا منتظر رہے۔

مخلوق خدا کی خدمت نصف ایمان ہے۔ (دین حق) کا موقف بھی یہی ہے کہ نیکی بجائے خود ایک انعام ہے اور یہ ایک ایسی بات ہے جو منطق اور دلائل سے بالا ہے۔ اسے صرف محسوس کیا جاسکتا ہے۔

رضائے باری تعالیٰ کا حصول

(دین حق) انسانی کردار میں محض اعلیٰ اقدار پیدا کرنے پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ یہ شعور بھی پیدا کرتا ہے کہ اصل اہمیت اس بات کو حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کسی شخص کی نیکیوں کی قدر ومنزلت کیا ہے۔ اس امر پر زور دینے سے اس انسانی خواہش کا بھی سدباب ہوجاتا ہے جس کی وجہ سے انسان چاہتا ہے کہ لوگ اس کی نیکیوں کو سراہیں لیکن ایک حقیقی مومن کے لئے تو اتنا یقین ہی کافی ہے کہ اس کے اچھے اور بُرے تمام اعمال خبیر اور بصیر خدا کی نظر میں ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے۔(۔)

اس دن وہ اپنی خبریں بیان کرے گی کیونکہ تیرے رب نے اسے وحی کی ہوگی۔ اس دن لوگ پراگندہ حال نکل کھڑے ہوں گے تاکہ انہیں ان کے اعمال دکھا دیئے جائیں۔ پس جو کوئی ذرہ بھر بھی نیکی کرے گا وہ اسے دیکھ لے گا اور جو کوئی ذرّہ بھر بھی بدی کرے گا وہ اسے دیکھ لے گا۔

(سورۃ الزلزال آیات 5تا 9)

یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ یہ تعلیم اصلاح معاشرہ کی طرف ایک اہم قدم ہے اور نمود ونمائش اور فخر ومباہات کا واحد اور مؤثر علاج بھی یہی ہے۔

صدقہ وخیرات کے وسیع تر معنوں میں آنحضرت ﷺ نے مندرجہ ذیل اعمال کو ایسی نیکیوں میں شامل فرمایا ہے جن کا اجر خود اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ انسانی اعضاء میں سے ہر عضو کا ہر روز صدقہ دینا واجب ہے۔ دو افراد کے مابین انصاف کرنا صدقہ ہے۔ کسی شخص کو سوار ہونے میں یا اس کا سامان چڑھانے میں مدد دینا بھی صدقہ ہے۔ راستہ میں سے کسی تکلیف دہ چیز کا ہٹا دینا بھی صدقہ ہے۔

(بخاری و مسلم)

عدی بن حاتمؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اگر کوئی مسلمان درخت لگاتا ہے اور پھر اس میں سے جو کچھ کھایا جاتا ہے وہ درخت لگانے والے کی طرف سے صدقہ ہے۔ اور اگر اس میں سے کچھ چوری کرلیا جاتا ہے یا اس میں سے لے لیا جاتا ہے تو وہ بھی صدقہ ہے۔

(صحیح البخاری۔کتاب المزارعۃ باب فضل الزرع والغرس إذا أكل منه)

ابن ابی حاتمؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا آگ سے بچو خواہ آدھی کھجور صدقہ میں دے کر۔ اور اگر اس کی طاقت نہیں رکھتے تو اچھی بات کہہ کر۔

(صحیح البخاری۔کتاب الادب۔باب طیب الکلام)

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اگر ایک شخص کے پاس کچھ نہیں ہے تو اسے چاہئے کہ اپنے ہاتھوں سے کام کرے اور اپنی کمائی میں سے کچھ خیرات بھی دے۔ اگر وہ کام نہیں کرسکتا تو وہ کسی ضرورت مند بے بس کی مدد کرے۔ اگر وہ یہ بھی نہیں کرسکتا تو اسے چاہئے کہ دوسروں کو نیکی کی ترغیب دے۔ اور اگر وہ اس کی طاقت بھی نہیں رکھتا تو اسے چاہئے کہ وہ بدی کے ارتکاب سے بچتا رہے۔ یہ بھی صدقہ ہے۔

(صحیح البخاری۔کتاب الزکاۃ۔ باب علی کل مسلم صدقۃ فمن لم یجد فلیعملْ بالمعروف)

ایک اور حدیث میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالنا اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کا باعث ہے۔

لوگوں کے دکھ درد سے ہمیشہ باخبر رہنا

(دین حق) دوسروں کے دکھ درد کا شعور اور احساس پیدا کرتا ہے۔ چونکہ یہ پہلو قبل ازیں سماجی، اقتصادی اور سیاسی امن کے ضمن میں زیر بحث آچکا ہے اس لئے یہاں اس پر مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔

محبت وشفقت کا وسیع دائرہ

(دین حق) انسانی محبت اور محبت کی اس صلاحیت کو صرف بنی نوع انسان تک محدود نہیں رکھتا بلکہ اسے ساری مخلوق خدا تک پھیلا دیتا ہے۔ اس کا دعویٰ ہے کہ یہ وہ آخری مذہب ہے جو کسی ایک قوم کے لئے نہیں بلکہ تمام انسانیت کے لئے نازل ہوا ہے۔ عام طور پر یہی توقع کی جاتی ہے کہ آنحضرت ﷺ کی ذات بابرکات کو تمام بنی نوع انسان کے لئے نور اور رحمت کا منبع قرار دیا جائے گا۔ لیکن آدمی یہ دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے کہ قرآن کریم آنحضرت ﷺ کو رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ قرار دیتا ہے یعنی آپ ﷺ نہ صرف بنی نوع انسان بلکہ تمام جہانوں کیلئے رحمت ہیں (سورۃ الانبیاء آیت 109) عربی میں عالم کے معنی ایک جہان یا سارے جہان کے ہوتے ہیں لیکن یہاں العالمین کا لفظ استعمال ہوا ہے جو عالَم کی جمع ہے۔ اس لحاظ سے یہاں اس لفظ سے مراد ایک جہان نہیں بلکہ تمام جہان ہیں۔ ممکن ہے ایک متشکک اتنے بڑے دعویٰ کی صداقت کا قائل نہ ہوسکے لیکن اگر مقام نبوت کی آفاقیت جو آنحضرت ﷺ کی ذات بابرکات میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہے، کا گہرا عرفان نصیب ہو جائے تو انسان پر رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ کے مقام ومرتبہ کی عظمت کھل جاتی ہے۔

تخلیق انسانی کا مقصد

قرآن کریم کے نظریہ کے مطابق اگر یہ کائنات محض بے جان اور بے شعور مخلوقات پر مشتمل ہوتی تو تخلیق کائنات کا فعل ہی نعوذ باللہ عبث اور لغو ٹھہرتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر ایک باشعور مخلوق نہ ہوتی تو خالق کا عرفان کسے نصیب ہوتا۔

تخلیق کائنات کا مقصد دراصل ایک ایسے شعور کی تخلیق تھا جسے رفتہ رفتہ ترقی اور وسعت دے کر ایک اعلیٰ مقام تک پہنچانا تھا تاکہ تخلیق کا اصل مقصد حاصل کیا جاسکے۔ ظاہر ہے کہ یہ کوئی معمولی مقصد نہیں ہے۔ اس کی پوری وضاحت ایک الگ تفصیلی بحث کی محتاج ہے جس کی آج کے خطاب میں گنجائش نہیں ہے البتہ آسان لفظوں میں مختصراً یوں کہہ سکتے ہیں کہ تخلیق کائنات کی علت غائی ایک اعلیٰ درجہ کی باشعور ہستی کی پیدائش ہی تھی جو نہ صرف اپنی مرضی سے اللہ تعالیٰ کے حسنِ کامل کے سامنے جو تمام کائنات میں جلوہ گر ہے سر تسلیم خم کرے بلکہ بنی نوع انسان کی اس حقیقی مقصد کی طرف راہنمائی بھی کرے یا کم از کم ان لوگوں کے لئے اس راہ پر چلنا ممکن بنا دے جو واقعی اللہ تعالیٰ کی اتباع کرنا چاہتے ہیں۔ اگر کچھ دیر کے لئے فرض کرلیا جائے کہ تخلیق کائنات کا کوئی مقصد نہیں تو اسی لمحہ پیدائش کائنات کا جواز ہی ختم ہوجاتا ہے۔ اس حقیقت کو سمجھنے کے لئے ایک سادہ سی مثال دی جاسکتی ہے۔ ایک پھل دار درخت لگانے، اس کی آبیاری، دیکھ بھال اور تراش خراش کا مقصد اس درخت کا پھل ہی تو ہے۔ اگر پھل نہ ہو تو درخت بھی نہ ہو۔ اگر مقصد کا حصول نہ ہو تو پودا لگانے اور اس کی دیکھ بھال اور پرورش کی تمام تر کوششیں فضول اور بے معنی ہو کر رہ جاتی ہیں۔ اس لحاظ سے درخت کا وجود جس میں جڑیں، تنا، شاخیں، پتے اور کونپلیں سب شامل ہیں پھل ہی کا مرہون منت ہے۔ اس حقیقت کے باوجود کہ درخت کے یہ سب حصے پھل سے پہلے وجود میں آئے پھر بھی یہ درخت کی علت غائی یعنی پھل ہی کے ممنون ہیں۔ یہ علت غائی اور مقصد ہی کا فیض ہے جس کی وجہ سے تخلیق کا عمل جاری وساری ہے۔ تخلیق کے اس مقصد ومنتہیٰ یعنی انسان اور باقی کائنات کے باہمی تعلق کی روشنی میں دینی تعلیمات کا مطالعہ کیا جائے تو یہ معلوم کرکے حیرت ہوتی ہے کہ (دین) صرف اللہ تعالیٰ اور انسان کے تعلق ہی کا احاطہ نہیں کرتا بلکہ انسان کے حیوانات اور جمادات سے تعلق پر بھی محیط ہے۔ اس نقطہ نگاہ سے کائنات کی ہر چیز مقدس بن جاتی ہے اس لئے نہیں کہ وہ انسان سے اعلیٰ ہے بلکہ اس لئے کہ خالقِ کائنات نے خاص طور پر اسے براہ راست یا بالواسطہ انسان کے لئے پیدا کیا ہے۔ اس لحاظ سے کائنات میں کوئی شے بھی فضول، بے معنی اور الگ تھلگ نہیں رہتی۔ حتیٰ کہ کرۂ ارض سے بعید ترین فاصلوں پر واقع ستاروں کا وجود بھی بامعنی اور بامقصد ہو جاتا ہے اور تخلیق کے منصوبہ میں ان کا مقام واضح ہوجاتا ہے۔

یہی وہ نکتہ ہے جسے قرآن کریم نے بار بار مختلف زاویوں سے بیان کیا ہے جس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔(۔)

قسم ہے سورج کی اور اس کی دھوپ کی۔ اور چاند کی جب وہ اس کے پیچھے آئے۔ اور دن کی جب وہ اس (یعنی سورج) کو خوب روشن کردے۔ اور رات کی جب وہ اسے ڈھانپ لے اور آسمان کی اور جیسے اُس نے اُسے بنایا۔ اور زمین کی اور جیسے اُس نے اُسے بچھایا۔ اور ہر جان کی اور جیسے اس نے اسے ٹھیک ٹھاک کیا۔ پس اس کی بے اعتدالیوں اور اس کی پرہیزگاریوں (کی تمیز کرنے کی صلاحیت) کو اس کی فطرت میں ودیعت کیا۔ یقیناً وہ کامیاب ہوگیا جس نے اس (تقویٰ) کو پروان چڑھایا۔ اور نامراد ہوگیا جس نے اسے مٹی میں گاڑ دیا۔

(سورۃ الشّمس آیات 2 تا 11)

اور جو بھی آسمانوں میں اور زمین میں ہے اس میں سے سب اس نے تمہارے لئے مسخر کردیا۔ اس میں غور وفکر کرنے والوں کے لئے یقیناً کھلے کھلے نشانات ہیں۔

(سورۃ الجاثیہ آیت 14)

کیا تم نے غور نہیں کیا کہ اللہ نے تمہارے لئے مسخر کردیا ہے جو بھی آسمانوں اور زمین میں ہے اور اس نے اپنی نعمتیں تم پر ظاہری طور پر بھی پوری کیں اور باطنی طور پر بھی۔ اور انسانوں میں سے ایسے بھی ہیں جو اللہ کے بارہ میں بغیر کسی علم یا ہدایت یا روشن کتاب کے جھگڑتے ہیں۔

(سورۃ لقمان آیت 21)

یقیناً ہم نے انسان کو بہترین ارتقائی حالت میں پیدا کیا۔

(سورۃ التین آیت 5)

قرآن کریم کی بہت سی دیگر آیات یہاں تک کہ بعض چھوٹی سورتیں بھی سب کی سب اسی مضمون کے لئے وقف ہیں۔ ان سے پتہ چلتا ہے کہ انسان ایک عالم صغیر ہے جس پر تمام مخلوقات نے اپنے اثرات مرتب کیے ہیں یہاں تک کہ بعید ترین ستاروں نے بھی اس عالم صغیر یعنی انسان پر اپنے اثرات ڈالے ہیں مگر انسان اور باقی کائنات کے مابین یہ تعلق غلام اور آقا کا نہیں بلکہ آقا اور غلام کا ہے۔ آقا اپنے ان غلاموں کے آگے سر نہیں جھکاتے بلکہ غلام ان کی خدمت میں کمربستہ رہتے ہیں۔ پس انسان اس ساری کائنات کا آقا ہے لیکن غلام ہے صرف اس ذات کا جو اس ساری کائنات کی خالق و مالک ہے۔ اب دیکھئے کہ (دین حق) کا یہ فلسفہ دیگر کئی مذاہب کے فلسفوں سے کس قدر مختلف ہے جو صرف بتوں کی عبادت ہی نہیں سکھاتے بلکہ نیچر کی عبادت کی کئی شکلیں بھی ان میں پائی جاتی ہیں۔ ان مذاہب کی تعلیمات کے مطابق تو یوں لگتا ہے جیسے سورج، چاند، ستارے، درخت، بجلی، طوفان، سمندر یہاں تک کہ گائے، سانپ اور پرندے ایک پہلو سے انسان سے بھی اعلیٰ مقام اور مرتبے پر فائز ہیں۔ انسان کو یہ سکھایا جاتا ہے کہ وہ ان چیزوں کو معبود تسلیم کر کے ان کی عبادت کرے کیونکہ بقول ان کے ان سب کو انسان پر ایک قسم کی فضیلت حاصل ہے۔ مختصر یہ کہ انسان کو مخلوقات میں سب سے نچلے درجہ کی مخلوق قرار دے کر اسے ہر اُس چیز کا مطیع اور خادم بنا دیا جاتا ہے جو محض اس کی خدمت کے لئے پیدا کی گئی تھی۔

نظام کائنات کا جو عرفان (دین حق) نے عطا فرمایا ہے اس کے مطابق انسان مخدوم ہے اور باقی ساری کائنات اس کی خادم ہے اس لحاظ سے ساری کائنات میں انسان ہی اپنے خالق کے احسانات کا سب سے بڑھ کر مورد ہے۔ پس اسے سب سے زیادہ خدا تعالیٰ کا شکر گزار اور احسان مند بھی ہونا چاہئے جس کی خدمت کے لئے اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات کو مسخر کر دیا ہے۔ بالفاظ دیگر اللہ تعالیٰ کی غلامی میں آ کر انسان ہر دوسری غلامی سے رہائی پا لیتا ہے۔ انسان ساری کائنات کے شعور اور ضمیر کی علامت اور اس کی تجسیم ہے۔ جب انسان خالق کے سامنے سربسجود ہوتا ہے تو گویا ساری کائنات خالق کے حضور سجدہ ریز ہو جاتی ہے اور جب انسان اپنے خالق کی طرف رجوع کرتا ہے تو گویا کل کائنات اپنے خالق کی طرف لوٹتی ہے۔ (دین حق) کے نزدیک اسی مقصد کے حصول اور اس کے مطابق انسانی زندگی کو ڈھالنے میں حقیقی اور کامل امن پوشیدہ ہے۔ اس سارے فلسفہ کو قرآن کریم کی اس آیت میں جسے (مومن) بکثرت دوہراتے رہتے ہیں نہایت اختصار کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے:......

جمہ:۔ ہم یقیناً اللہ ہی کے ہیں اور ہم یقیناً اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

(سورۃ البقرۃ آیت: 157)

بہت کم لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہاں لوٹنے سے جسمانی طور پر نہیں بلکہ روحانی طور پر لوٹنا مراد ہے اور یہ آیت صرف امر واقعہ کو بیان نہیں کرتی بلکہ انسان کو اس کا مقصد حیات بھی یاد دلاتی ہے۔ جیسے Salmon مچھلی کو اس وقت تک چین نہیں آتا جب تک کہ وہ ان سمندروں کی طرف واپس نہ لوٹ جائے جہاں اس نے جنم لیا تھا بالکل ایسے ہی انسان کا دل کبھی اطمینان نہیں پا سکتا تاوقتیکہ وہ روحانی طور پر اپنی پیدائش کے منبع و مأخذ تک نہ لوٹ جائے۔ مندرجہ ذیل آیت کے یہی معنی ہیں۔

(۔) وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہو جاتے ہیں۔ سنو! اللہ ہی کے ذکر سے دل اطمینان پکڑتے ہیں۔

(سورۃ الرعد: آیت 29)

اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کوئی امن نصیب نہیں ہوسکتا

اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کوئی امن نصیب نہیں ہوسکتا یہی وہ راز ہے جس کو جانے بغیر نہ تو انسان کو اطمینان قلب نصیب ہوسکتا ہے اور نہ ہی معاشرہ میں امن و سکون کی ضمانت دی جاسکتی ہے حقیقی امن اور اطمینان تک لے جانے والا اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت ہی ہے جس کے نتیجہ میں اس کی مخلوق کا سچا احترام دل میں پیدا ہوسکتا ہے۔ مخلوق جس قدر اعلیٰ درجہ کی ہوگی اسی قدر وہ خالق کے قریب تر ہوگی اور اس کا تعلق اپنے خالق سے اتنا ہی مضبوط تر ہوگا۔ انسان ایک عظیم تر اور اعلیٰ تر مقصد کے ساتھ دوسرے انسانوں کا احترام کرنا شروع کر دیتا ہے یعنی اپنے خالق کے احترام کی وجہ سے اس پر جو فرض عائد ہوتا ہے اس کے باعث وہ انسانیت کا احترام کرنا شروع کر دیتا ہے۔ خلاصۃً یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی محبت ہے جو اس کی مخلوق کی محبت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اگر درمیان سے اللہ تعالیٰ کی محبت نکال دی جائے تو دفعتاً انسانی تعلقات کا سارا منظر ہی بدل جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نہ ہونے سے جو خلا پیدا ہوگا اسے پُر کرنے کے لئے فوراً انسان کی اَنا سامنے آ جائے گی یہ ایک نادانی کی بات اور بے حد جاہلانہ فلسفہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے بغیر رہ سکتا ہے۔

بالآخر دہریت کا نتیجہ صرف یہی نہیں نکلتا کہ بقول شخصے خدا مر جاتا ہے بلکہ اس کے نتیجہ میں اچانک ہزارہا جھوٹے خدا زندہ ہو جاتے ہیں۔ ہر وہ ذات جو شعور رکھتی ہے آن واحد میں اپنے زُعم میں خدا بن جاتی ہے۔ اَنا اور انتہا درجہ کی خود غرضی طاقت پکڑ لیتی ہے اور اس کی حکمرانی ہو جاتی ہے۔ ایسے افراد پر مشتمل معاشرہ بھی ہمیشہ اَنا پرست اور خود غرض رہتا ہے بے لوث ہو کر دوسروں کیلئے نفع رساں بننے کی کوئی منطق ہی باقی نہیں رہتی۔ ایک رحیم و کریم خدا کی شکل میں کوئی بیرونی حوالہ ہی باقی نہیں رہتا جو تمام انواع کی مخلوقات کو باہم متحد رکھنے اور یکجا کرنے کا واحد ذریعہ ہے۔ اس سے بڑھ کر (دین حق) کا کوئی اور فلسفہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کئے بغیر کوئی فرد حقیقی اطمینان حاصل نہیں کرسکتا اور حقیقی اطمینان کے بغیر معاشرہ امن و آشتی کا گہوارہ نہیں بن سکتا۔ قیام امن کے لئے تمام ایسی کوششیں جن کا محرک ذاتی اغراض ہوں یقیناً ناکام اور بے نتیجہ رہتی ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ موجود نہیں تو پھر امن بھی نہیں اور اس حقیقت کا شعور ہی دراصل دانائی کا کمال ہے۔

(''اسلام اور عصر حاضر کے مسائل کا حل''، صفحہ 314-299 مطبوعہ یوکے 2005ء)

بقیہ صفحہ 6 شکر الٰہی

کہ یا جنت میں ہیں یا جنت میں جائیں گے، ہمسائے وہ ملے جو فرشتہ سیرت ہیں، بیویاں ملیں کہ تیس سال سے ایک نے دوسری کو تُو کہہ کر خطاب نہیں کیا۔ گھر وہ بخشا کہ نہایت آرام دہ اور چھیانوے روپیہ کی مالیت سے خود بخود بڑھتے بڑھتے تیس ہزار مالیت کا ہو گیا۔ محلّہ وہ عطا فرمایا جو دارالامان کا مرکز ہے۔ عزت وہ دی جس کا میں مستحق نہ تھا۔ یا اللہ میں تھک گیا اور ابھی روزانہ نئی نئی نعمتوں اور نئے نئے فضلوں کا تو ذکر بھی نہ کر سکا۔ مجھے تو بیماری اور موت تک بھی تیری نعمتوں میں سے نظر آتی ہیں۔ تو نے ہی محض اپنے فضل سے میری وصیت میری زندگی میں ادا کرا دی اور تو نے ہی باوجود امراض کے مجھے غیر معمولی عمر بخشی۔ جب دنیا کا یہ حال ہے تو آخرت میں جو خیر اور ابقیٰ ہے۔ کیا کیا فضل نہ ہوں گے سچ ہے..........

اور اگر تم اللہ کے احسان گننے لگو تو ان کا شمار نہیں کرسکو گے۔ انسان یقیناً بڑا ہی ظالم (اور) بڑا ہی ناشکر گزار ہے۔

(ابراہیم :35)

اگر خدا طاقت عقل اور روانی بخشے تو دنیا کے کاغذ اور سیاہیاں ختم ہو جائیں۔ قلمیں گھس جائیں۔ مگر اے میرے خدا میرے منعم خدا تیری نعمتوں کی گنتی اور ان کا شکر پھر بھی ادا نہ ہو سکے۔ میری تو عینک کا ایک شیشہ ہی اگر ٹوٹ جائے تو مصیبت میں پڑ جاتا ہوں۔ جاڑے میں اگر گرم جرابیں نہ ملیں تو قریب المرگ ہو جاتا ہوں۔ گھر کی بجلی فیل ہو جائے تو اندھوں کی طرح ٹٹولتا پھرتا ہوں۔ غرض ایک چھوٹی سے چھوٹی نعمت بھی ضائع ہو جائے تو زندگی تلخ ہو جاتی ہے۔ بڑی بڑی نعمتوں کے ضائع ہونے کا تو کیا کہنا یا اللہ دنیا اور آخرت میں اپنی رضا اور راپنے کوثر سے ہمیں متمتع فرما اور اپنی بے نہایت رحمت اور وسیع اور ابدی جنت سے ہم کو سرفراز کر۔ آمین۔ (الفضل 18راکتوبر 1944ء)

مکرم ڈاکٹر نسیم اللہ خان صاحب

ڈینگی فیور

ڈینگی فیور ایک بہت مہلک بیماری ہے۔ جو ایک مچھر ڈینگو کے کاٹنے سے ہوتی ہے۔ ڈینگو مچھر صبح سویرے سے مغرب تک ہوتا ہے۔ ٹھنڈی اور صاف ستھری جگہوں پر رہتا ہے۔ یا کافی عرصے سے جمع پانی میں بھی ہوسکتا ہے۔ اس کے کاٹنے سے، پہلے بخار ہوتا ہے پھر جسم کے مختلف حصوں سے خون بہنا شروع ہو جاتا ہے اور خون میں موجود ایک خاص جز جو خون کو بہنے سے روکتا ہے وہ بھی ختم ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے خون بہتا ہی رہتا ہے اور جسم میں خون کی کمی ہو جاتی ہے اور تمام اعضاء کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ خون کی بے حد کمی کے باعث جسم پھول جاتا ہے اور انتہائی تکلیف کے ساتھ موت واقع ہو جاتی ہے۔

بچاؤ کے طریق

ڈینگی فیور سے بچنے کا حل یہ ہے کہ جیسے ہی بخار ہو۔ اسے معمولی نہ سمجھیں۔ بلکہ فوراً ڈاکٹر سے معائنہ کروائیں اور بلڈ ٹیسٹ لازمی کروائیں۔ اگر ڈینگی فیور کا بالکل آغاز میں ہی پتہ چل جائے تو اس کا علاج ممکن ہے۔ لیکن ذرا سی بھی دیر اور لاپرواہی جان لیوا ثابت ہوسکتی ہے۔

احتیاطی تدابیر

مچھر سے بچنے کی اشیاء استعمال کریں اور ڈینگی فیور میں اینٹی بائیوٹک (Antibiotics) کا استعمال بالکل نہ کریں۔ کیونکہ اس مہلک بیماری میں اینٹی بائیوٹک زہر کا کام کرتی ہے۔ بہتر یہی ہے کہ فوری طور پر ٹیسٹ کرا لیا جائے اور گھروں میں جمع کئے ہوئے پانی کو جلد از جلد تبدیل کرتے رہا کریں۔

یاد رکھیں کہ ڈینگی فیور ایک بہت ہی خطرناک مرض ہے۔ جو اگر شروع میں نہ پکڑا جائے تو اس کا اختتام موت پر ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو لمبی صحت والی زندگی عطا کرے اور موذی اور جان لیوا بیماریوں سے محفوظ رکھے۔

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب

شُکرِ الٰہی

میرے علم میں دو چیزیں ایسی ہیں جن کو بچہ بچہ جانتا ہے مگر ان کو سمجھنے یا ان سے فائدہ اٹھانے کا طریق عموماً لوگوں کو معلوم نہیں ہوتا۔ ایک یہ کہ شکر کیونکر کیا جائے۔ دوسرے یہ کہ موت کو کس طرح یاد کیا جائے۔ موت کے متعلق پھر کسی وقت عرض کروں گا۔ اس وقت شکر کے متعلق مختصراً بیان کرتا ہوں۔

شکر کے معنے

شکر کے معنی ہیں نیکی کے بدلہ کسی کی تعریف کرنا۔ یا مختصراً عرفان احسان اور حمد وثنائے جمیل۔ یہ انسان کے اعلیٰ اخلاق میں سے ایک خلق ہے۔ لیکن ایک غلطی میں ابھی دور کیئے دیتا ہوں۔ وہ یہ کہ اکثر لوگ شکر کو صبر سے اعلیٰ جانتے ہیں اور بعض صبر کو شکر سے اعلیٰ کہتے ہیں اور بحثیں کرتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ صبر کا درجہ شکر سے اعلیٰ ہے۔ یہاں دلائل بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ صرف ایک غلطی کا دور کرنا مقصود تھا۔ ہاں خاص حالات میں خاص لوگوں کے لئے شکر بھی صبر سے بڑھ سکتا ہے۔

منعم اور نعمت

واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ ہی محسن اور منعم حقیقی ہے۔ اس کے سوا عالم میں جو بھی چیز ہے وہ نعمت ہے یا نعمت بن سکتی ہے۔ غرض سوائے منعم حقیقی کے ہر چیز ہر مخلوق ہر مجازی منعم دراصل کسی نہ کسی رنگ میں نعمت ہی ہے۔ یہ نہیں کہ صرف روٹی کپڑا میوے ہی نعمت ہیں۔ ماں بھی نعمت ہے اور باپ بھی۔ نبی بھی نعمت ہے اور استاد بھی۔ علم بھی نعمت ہے اور صحت بھی۔ یہاں تک کہ موت بھی نعمت ہے اور بیماری بھی۔ بلکہ شیطان اور جہنم بھی نعمت ہیں۔ ہم بعض چیزوں کو جو نعمت ہیں اپنے لئے غلطی کی وجہ سے زحمت بنا لیتے ہیں۔ ورنہ مسئلہ یہی ہے کہ ہمارا ایک منعم ہے اور باقی ہر چیز نعمت ہے۔ نعمت کو منعم جاننا شرک ہے اور منعم حقیقی کو منعم جاننا شکر۔ شکر کرنے کے لئے یہ کہنا کافی نہیں کہ خدا کا بڑا شکر ہے۔ مگر عملاً خدا کی شکایت کرتے رہنا۔ پس زبان اور دل دونوں سے شکر کرنا چاہئے۔ یعنی احسان ماننا دل سے اور تفصیلی ذکر زبان سے یہ دونوں لازمی ہیں۔ اس لئے انعامات اور احسانات کا گنتے رہنا شکر کی تکمیل کے لئے ضروری ہے۔ علاوہ احسان شماری کے ہر چیز کو دیکھ کر انسان یہ سمجھے کہ یہ نعمت ہے۔ پھر اس نعمت کے فائدے اپنے لئے اور اپنے متعلقین کے لئے اور بنی نوع انسان کے لئے سوچے۔ جب یہ عادت ہو جاتی ہے تو شاکر اکثر خدا کی نئی نئی نعمتیں اپنے اوپر پاتا ہے اور ان کو گنتے گنتے تھک جاتا ہے مگر پھر بھی نہیں گن سکتا۔ اس حالت کا نام دراصل شکر ہے اور شکر کا لازمی نتیجہ ہے محسن کی محبت۔

بظاہر مضر اشیاء بھی نعمت ہیں

میں نے بیان کیا تھا کہ ہمارے چاروں طرف نعمتوں کے ڈھیر کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں اور ہر چیز سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے ہماری حقیقی منعم و محسن نہیں ہے۔ لیکن جب بعض چیزیں بظاہر ایذا اور تکلیف بھی پہنچاتی ہیں۔ ان کو ہم کس طرح نعمت کہہ سکتے ہیں؟ یہ سوال بعض لوگوں کو اٹکتا ہے سو واضح ہو کہ ایسی موذی اور مضر چیزوں سے بچانا بھی خدا کا فضل ہے اور ایسی موذی چیزیں خود کسی نہ کسی کے لئے نعمت ہوا کرتی ہیں۔ مثلاً سانپ کا زہر آجکل بعض بیماریوں کے لئے شفا ثابت ہوا ہے۔

شکر کے طریقے

شکر کے لئے ضروری ہے کہ آپ جس چیز کو دیکھیں۔ اس کی حکمت اور فوائد کو معلوم کریں۔ کیونکہ جب تک کسی چیز کا فائدہ معلوم نہ ہوا۔ اس کا نعمت ہونا محسوس نہیں ہوسکتا۔ وہ چیزیں جو آپ کی اپنی ذات کے لئے نعمت ہوں۔ ان کی طرف ایسی توجہ خاص طور پر کرنی چاہئے تاکہ آپ کا نفس قدر شناسی کی وجہ سے خدا کے شکر کی طرف راغب ہو۔

اسی طرح جب بار بار نعمتوں کو گنیں گے اور ہر روز نئی نئی نعمتوں کو گنیں گے اور ہر روز نئی نئی نعمتوں اور نئے نئے احسانوں کا خیال رکھیں گے۔ تو گو ابتداء میں تھوڑی نعمتیں ذہن میں آئیں گی صرف انگلیوں پر ان کا شمار کر سکیں گے لیکن اس پر عمل کرتے کرتے آخر آپ اس قدر ماہر اور رواں ہو جائیں گے کہ اپنے تجربہ سے ہی آپ کو یہ یقین حاصل ہو جائے گا کہ ہم ان نعمتوں کو نہیں گن سکتے اور اگر گننا شروع کریں تو تھک جائیں گے۔ مگر ان کا احاطہ نہیں کرسکیں گے۔ اس وقت خدا کے احسان اور اپنی احسان فراموشی دل پر نقش ہو کر بے اختیار یہ آیت آپ کے منہ سے نکلے گی۔......

(ابراہیم:35)

پس بار بار نعمتوں کو گنو اور ہر روز نئی نئی نعمتوں کا خیال رکھو اور ہر چیز کو کسی نہ کسی قسم کی نعمت سمجھو۔ ان کے فوائد پر غور کرتے رہا کرو اور صرف ایک اور ایک ذات وحدہ لاشریک کو اپنا محسن و منعم سمجھو تب شکر کا لطف اٹھا سکو گے۔

یاد رکھو کہ بہت سی نعمتیں مستقل ہیں اور بہت سی نئی نئی ہر روز اور ہر گھڑی نازل ہوتی ہیں۔ ان کا خاص خیال رکھنا ازبس ضروری ہے۔ ورنہ شکر کا موقعہ بے لذت ہو جائے گا۔

خدا کی نعمتوں کا دوسروں کے سامنے ذکر کرتے رہنا بھی ان کا شکر ہے اور ان نعمتوں کا جائز استعمال بھی ان کا شکر ہے اور ان میں دوسرے لوگوں کو شریک کرنا بھی ان کا شکر ہے اور ان کی وجہ سے اپنی عبادات میں ترقی کرنا بھی ان کا شکر ہے۔

کوثر

انا اعطینٰك الكوثر میں کوثر کے معنی بکثرت اور لاانتہا نعمتوں کے بھی ہیں اور ہر متنفس نعمتوں کی کثرت سے لدا ہوا اور الٰہی انعامات سے دبا ہوا ہے۔ جس کے پاس کم سے کم نعمتیں ہیں۔ اس پر بھی اس قدر فضلوں کی بھرمار ہے کہ حد وشمار نہیں اور منعم بھی بخیل اور کنجوس نہیں۔ وہ ہم سے کوئی بڑی قیمت بھی نہیں مانگتا۔ صرف شکر اور قدر دانی کا طالب ہے۔ وہ بھی ہمارے ہی فائدہ کے لئے۔ کیونکہ شکر نعمتوں کو بڑھاتا ہے اور ان میں ترقی کرتا ہے۔ دینے والے کی طرف سے کمی نہیں۔ جو کچھ کسر ہے وہ لینے والوں کی طرف سے ہے اور اگر کوئی شخص کسی نعمت سے محروم رکھا گیا ہے تو اس لئے نہیں کہ منعم کے خزانے خالی ہیں بلکہ اس لئے کہ وہ نعمت اس شخص کے لئے مضر اور نقصان دہ ہے اور اس کا نہ ملنا ہی اس کے لئے احسان اور نعمت ہے۔............

اور اگر اللہ اپنے بندوں کے لئے رزق کو بہت وسیع کر دیتا تو وہ ملک میں سرکشی کرنے لگ جاتے۔

(الشوریٰ:28)

کسی چیز کو نعمت سمجھ کر شکر کرنے میں بعض دفعہ یہ دقت ہوتی ہے کہ اس کا نعمت ہونا سمجھ میں نہیں آتا۔ اس لئے ایک اور طریقہ بھی اس کے لئے اختیار کرنا پڑتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اگر فلاں چیز مجھ سے چھین لی جائے تو کیا نتیجہ ہو؟ اس وقت پھر معلوم ہوتا ہے کہ اس چیز کا فائدہ کیا ہے۔ اکثر نعمتوں کے فائدے ہمیں نہیں معلوم ہوتے پھر جب وہ چھن جاتی ہیں تب پتہ لگتا ہے ہم پر کیا کیا احسان خدا کی طرف سے ہو رہے تھے۔ لڑائی سے پہلے لوگ دو آنہ سیر دودھ اور اڑھائی روپیہ من گندم پر غراتے تھے اور اس نرخ کو ایک مصیبت سمجھتے تھے اب جبکہ آٹھ آنہ سیر دودھ اور دس روپیہ من گندم ہوگئی۔ تو پھر وہ آرام یاد کر کے روتے ہیں۔ ہمارے ہاں ایک بجلی کا پنکھا چھت میں لگا ہوا ہے۔ سالہا سال وہ چلتا رہا اور ہمیں شکر کی توفیق نہ ملی۔ ایک دن سخت گرمی کے دنوں میں وہ بند ہوگیا۔ بس پھر کیا تھا یوں معلوم ہوتا تھا کہ سات سال کی جنت کے بعد ہم آج جہنم کی چاشنی چکھ رہے ہیں۔ یہی حال اور نعمتوں کا ہے۔

نعمائے الٰہی

شکر کے لئے انسان سب سے پہلے ان فضلوں کو دیکھے جو اس کی روح کے متعلق ہیں۔ جن میں ایمان اخلاق اور خوشی وغیرہ جذبات داخل ہیں۔ پھر جسم کا نمبر ہے۔ جس میں اس کے حواس دماغی قویٰ، صحت، رجولیت اور تمام اعضا کی درستگی داخل ہیں اس کے بعد وہ چیزیں جو مدار زندگی ہیں مثلاً سورج، ہوا، پانی خوراکیں وغیرہ۔ پھر وہ جو جسم کی زینت ہیں۔ اس کے بعد حسب ونسب مال۔ تعلیم۔ زمانہ۔ دوست۔ اولاد، خدمتگار مکان۔ ساز و سامان اس زمانہ کا امن۔ اور نئی ایجادیں مثلاً ریل، موٹر کار، ریڈیو۔ پریس وغیرہ وغیرہ۔ پھر طرح طرح کے علاج اور دوائیں۔ ملازمتیں۔ یہاں تک کہ آج کل ہم ایک پیسے کی برف سے وہ راحت حاصل کر لیتے ہیں جس سے شہنشاہ اکبر باوجود اتنی بڑی سلطنت کے محروم تھا۔ علم کی وہ افراط کہ اللہ اکبر اور ہنر کی وہ فراوانی کہ سبحان اللہ پھر ہر چیز کس قدر سستی کہ اذا الجنة ازلفت کا نظارہ سامنے آجاتا ہے۔ مذہب کے متعلق وہ آسانیاں کہ ہم نے نبی کا زمانہ پایا اور اس کے خلفاء کو دیکھا۔ زندہ خدا کا زندہ کلام سنا۔ اس کے نشانات ملاحظہ کئے اور ہدایت کے چمکتے ہوئے سورج کو گویا اپنی گود میں لے لیا۔ آج کل تو انسان دنیا کا کونہ کونہ اگر چاہے تو دیکھ سکتا ہے۔ میں تو سر درد کی ایک ٹکیہ، دمہ کی ایک پڑیا اور انڈی پنڈنٹ قلم کے ایک نب تک کا شکریہ بھی ادا نہیں کرسکتا۔ بڑی بڑی نعمتوں کو کہاں بیان کرسکتا ہوں۔ میرے لئے قادیان ایک نعمت ہے۔ یہاں کی نمازیں، درس، خطبے، رمضان، جلسہ، کانفرنس، عیدیں، نکاح اور جنازے ہر چیز ایک گراں بہا نعمت ہے۔ بیت مبارک ایک نعمت ہے۔ اخبار الفضل ایک نعمت ہے۔ بہشتی مقبرہ ایک نعمت ہے۔ (رفقائے) مسیح موعود ایک نعمت ہیں۔ احمدیہ جماعت ایک نعمت ہے۔ غرض کہاں تک بیان کروں۔

زِ فرق تابقدم ہر کجا کہ مے نگرم
کرشمہِ دامنِ دل میکشد کہ جا اینجا است

روزانہ اخبارات، کتابیں، رسالے دل بہلانے کو طرح طرح کے میوے۔ طرح طرح کی ترکاریاں، طرح طرح کی مٹھائیاں۔ طرح طرح کی خوشبوئیں، طرح طرح کے لباس ان کا ذکر بھی جانے دو۔ ایک تین پیسے کا کارڈ اور ایک چند روپے کی گھڑی۔ بلکہ اس کا الارم بھی میرے لئے نئی نعمت ہے۔ قادیان میں منارہ، اس کا گھنٹہ اور اس کی روشنی سب شکر کے قابل ہیں۔ بچوں کے لئے یسرنا القرآن اور بڑوں کے لئے خزينة العرفان اور تفسیر کبیر جیسی نعمتیں بخشیں۔ میں باہر نکلتا ہوں تو چھتری لگا کر شکر کرتا ہوں۔ گھر میں ہوتا ہوں تو بجلی کی روشنی پمپ کے پانی اور برقی پنکھے سے نعمتوں کا لطف اٹھاتا ہوں۔ گلیوں میں سے گزرتا ہوں تو ایک ادھر سے سلامتی کی دعا کرتا ہے اور ایک اُدھر سے۔ بیٹھتا ہوں تو ایسے لوگوں کے درمیان جن کی بابت فرمایا گیا کہ لایشقیٰ جلیسھم جن سے خدا کلام کرتا ہے اور وہ خدا سے کلام کرتے ہیں۔ دین وہ ملا جس میں کوئی نقص نہیں۔ کوئی رخنہ نہیں۔ سراسر اپنا فائدہ ہی فائدہ اور آرام ہے۔ عزیز رشتہ دار ایسے ملے

باقی صفحہ 5 پر

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

نکاح

مکرم عبدالستار خان صاحب امیر جماعت احمدیہ گوئٹے مالا حال ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

مکرمہ نادیہ خلیل صاحبہ بنت مکرم خلیل محمد خان صاحب ابن مکرم فتح محمد خان صاحب دارالنصر غربی ربوہ کے نکاح کا اعلان ہمراہ مکرم علی اے پاشا صاحب ابن مکرم انور پاشا صاحب آسٹن ٹیکساس امریکہ بعوض مہر بارہ ہزار یو۔ایس ڈالرز مورخہ 8 جون 2009ء کو بیت المبارک ربوہ میں محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر خدمت درویشان نے کیا۔ مکرمہ نادیہ خلیل صاحبہ اور مکرم علی اے پاشا صاحب محترم عبدالمنان مغنی صاحب ابن محترم مولوی عبدالمغنی خان صاحب مرحوم سابق وکیل التبشیر کی نواسی اور نواسہ ہیں۔ جبکہ علی۔اے پاشا صاحب مکرم عبدالمنان صاحب ابن حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب ہلالپوری کے پوتے ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے یہ رشتہ جانبین کیلئے ہر لحاظ سے خیر و برکت اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔ آمین

ولادت

مکرم عطاء الرقیب منور صاحب مربی ضلع سیالکوٹ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے دو بیٹیوں کے بعد مورخہ 30 جون 2009ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے جس کا نام نورالدین رکھا گیا ہے۔ نومولود حضرت مسیح موعود کے رفیق حضرت قاضی اکبر علی صاحب کی نسل سے، مکرم صوفی بشیر احمد صاحب مرحوم آف امیر پارک کا پوتا اور مکرم مختار احمد صاحب کا نواسہ ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک، صالح اور خادم دین بنائے نیز دین و دنیا کی حسنات سے نوازے۔ آمین

درخواست دعا

مکرمہ طوبیٰ باجوہ صاحبہ ناصر آباد شرقی ربوہ تحریر کرتی ہیں۔

میرے پیارے ابا جان مکرم صلاح الدین باجوہ صاحب کارکن وقف جدید ربوہ کینسر کے موذی مرض میں مبتلا ہیں اور ساحل ہسپتال فیصل آباد میں زیر علاج ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ خدا تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے معجزانہ شفا دے اور ان کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ آمین

ولادت

مکرم خواجہ سعادت احمد صاحب مہتمم مجلس خدام الاحمدیہ مقامی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے میرے بھائی خواجہ حسنات احمد منصور صاحب جرمنی کو ایک بیٹی کے بعد مورخہ 15 جون 2009ء کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تحریک وقف نو میں قبول فرماتے ہوئے ریحان احمد نام عطا فرمایا ہے۔ نومولود محترم خواجہ برکات احمد صاحب ناصر آباد شرقی ربوہ کا پوتا، والد کی طرف سے حضرت محمد ابراہیم صاحب نامنور کشمیر رفیق حضرت مسیح موعود اور والدہ کی طرف سے حضرت منشی کرم علی صاحب رفیق حضرت مسیح موعود و کاتب ریویو آف ریلیجنز کی نسل سے ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک خادم دین نافع الناس وجود بنائے نیز صحت و سلامتی والی عمر دراز عطا فرمائے۔ آمین

درخواست دعا

مکرم عبدالعلی صاحب دارالبرکات ربوہ تحریر کرتے ہیں کہ مکرم منور جاوید اقبال صاحب ولد مکرم محمد صادق صاحب مرحوم کے دماغ کی رسولی کا آپریشن متوقع ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپریشن کو ہر لحاظ سے کامیاب فرمائے اور ہر قسم کی پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم مشتاق احمد صاحب ڈرائیور مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی والدہ محترمہ رشیدہ بی بی صاحبہ زوجہ مکرم جلال الدین صاحب اجنیانوالہ ضلع شیخوپورہ حال ربوہ مورخہ 7 جولائی 2009ء کو بعمر 80 سال چند دن بیمار رہنے کے بعد اپنے مولا حقیقی کے حضور حاضر ہوگئیں۔ مرحومہ کی نماز جنازہ اسی دن بعد نماز مغرب بیت المہدی گولبازار میں مکرم قیصر محمود قریشی صاحب امام الصلوٰۃ نے پڑھائی۔ قبرستان عام میں تدفین کے بعد مکرم نسیم احمد شمس صاحب مربی سلسلہ نے دعا کروائی۔ مرحومہ نے اپنی یادگار 5 بیٹے اور 4 بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ تمام بیٹے اور بیٹیاں خدا کے فضل سے شادی شدہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ احباب جماعت سے محترمہ کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ سب لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور سب کا خود حامی و ناصر ہو اور ان کی نیک یادوں کو زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

سردار محمد داؤد خان۔ افغانستان کے سابق فوجی حکمران

افغانستان کے سابق وزیراعظم اور صدر سردار محمد داؤد خان 18 جولائی 1909ء میں سردار محمد عزیز خان کے گھر کابل میں پیدا ہوئے ان کے والد سردار عزیز کا تعلق شاہی خاندان (محمد زئی) سے تھا۔ داؤد خان نے ابتدائی تعلیم جلیلی سکول کابل میں مکمل کی اور ثانوی تعلیم امینیہ کالج کابل سے حاصل کی۔ 1920ء میں انہیں اعلیٰ تعلیم کے لئے فرانس بھیج دیا گیا جہاں انہوں نے سینٹ کرائی ملٹری اکیڈمی میں داخلہ لے لیا۔ 1930ء میں انہوں نے انفنٹری آفیسر کی حیثیت سے گریجوایشن مکمل کی۔ فرانس سے واپسی پر وہ مسلح افواج میں شامل ہو گئے جہاں سے ان کے روشن مستقبل کا آغاز ہوا۔ 1931ء میں انہیں میجر جنرل کے عہدے پر ترقی دی گئی۔

1932ء میں انہیں صوبہ ننگرہار کا جنرل آفیسر کمانڈنگ (GOC) مقرر کیا گیا اس وقت ان کی عمر 25 سال تھی۔ 1935ء میں قندھار کے جی او سی مقرر ہوئے اور ساتھ ہی انہیں لیفٹیننٹ جنرل کے عہدہ پر ترقی ملی۔ اسی عرصہ کے دوران صوبہ ننگرہار و قندھار کے گورنر اور مشرقی صوبے کے سپریم گورنر بھی رہے۔

1946ء میں وہ وزیر قومی دفاع مقرر ہوئے لیکن ایک سال بعد انہیں پیرس برن اور برسلز میں افغان سفارت خانوں میں سفارتی نمائندہ مقرر کیا گیا اس عرصہ میں شاہ محمد ظاہر شاہ کی ہمشیرہ شہزادی زینب سے ان کی شادی ہوئی۔ 1948ء میں انہیں دوبارہ وزیر دفاع مقرر کیا گیا۔

1952ء میں داؤد نے ظاہر شاہ کے ذاتی ایلچی کی حیثیت سے ماسکو میں مارشل سٹالن کی تدفین میں شرکت کی اور یہیں سے افغان روس دوستی کا آغاز ہوا۔ ستمبر 1953ء میں سردار داؤد اپنے برادر نسبتی اور شاہ ظاہر شاہ کی مدد سے وزیراعظم بن گئے۔ داؤد اس وقت کابل کی مرکزی فوج کے کمانڈر اور لیفٹیننٹ جنرل کے عہدے پر فائز تھے۔

داؤد نے پشتونستان کے مسئلے پر سخت رویہ اپنایا اور معاشی و فوجی امداد کے لئے سوویت یونین کا رخ کیا داؤد کے سخت رویے کے جواب میں پاکستان نے اگست 1961ء میں اپنی سرحدیں بند کر دیں اور اپنی سرزمین سے تجارتی سامان کی ترسیل روک دی جب اس بندش نے طول پکڑا تو افغانستان تجارت اور راہداری کے لئے روس کا محتاج ہو کر رہ گیا۔ داؤد پاکستان کا بڑا مخالف اور پشتونستان کا شدت سے حامی تھا۔ اسی کشمکش کے نتیجے میں 3 مارچ 1963ء کو سردار داؤد نے وزارت عظمیٰ سے استعفیٰ دے دیا۔ چنانچہ مئی میں پاک افغان سرحد کھل گئی۔

یکم اکتوبر 1964ء میں ظاہر شاہ نے نیا آئین نافذ کیا جس میں لکھا گیا کہ حکمران شاہی خاندان کا کوئی رکن ملک کی سیاست میں حصہ نہیں لے سکتا جس کی وجہ سے سردار داؤد پارلیمنٹ کے رکن نہ بن سکے۔ وزیراعظم کی حیثیت سے داؤد نے افغانستان کی سیاسی، سماجی اور اقتصادی ترقی میں خاصا حصہ لیا تھا اس کے علاوہ اس نے انقلابی تحریکوں میں بھی اثر و رسوخ حاصل کر لیا تھا۔

17 جولائی 1973ء کو جب شاہ افغانستان ظاہر شاہ علاج کے لئے اٹلی میں مقیم تھے تو داؤد خان نے ان کی حکومت کا تختہ الٹ دیا اور مارشل لاء نافذ کر کے وزیراعظم ڈاکٹر محمد موسیٰ شفیق کو گرفتار کر لیا اس پُرامن انقلاب میں داؤد کو بائیں بازو کے فوجی افسروں، پرچم پارٹی کے سول افسروں اور افغان کیمونسٹ پارٹی کی حمایت حاصل تھی۔ 18 جولائی کو داؤد نے 1964ء کا آئین منسوخ کر کے ''جمہوریہ افغانستان'' کا اعلان کر دیا۔ داؤد نے صدر جمہوریہ وزیراعظم اور جمہوریہ کی سنٹرل کمیٹی کے چیئرمین کے عہدے سنبھال لئے۔

28 جولائی کو داؤد نے پارلیمنٹ بھی توڑ دی۔

سردار داؤد نے تمام شاہی القابات ختم کر کے آمرانہ اختیارات حاصل کر لئے۔ داؤد نے اپنی حکومت کو مضبوط بنانے کے لئے فوج اور ''پیپلز ڈیموکریٹک پارٹی آف افغانستان'' (PDPA) کے ارکان کا سہارا لیا مزید اصطلاحات نافذ کیں اور اسلام پسند جماعتوں پر سختی کی اور مخالفین کو کچلنا شروع کیا۔ جنوری 1974ء میں داؤد حکومت کا تختہ الٹنے کی ایک کوشش ناکام ہوگئی تو کئی افسروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

داؤد نے سوویت یونین پر انحصار میں کمی شروع کی اور مغربی ممالک سے تعلقات بحال کرنا چاہے لیکن حالات بہتر نہ ہو سکے۔ 27 فروری 1977ء کو داؤد نے قومی اسمبلی سے نیا آئین منظور کرایا۔ جس کے تحت ملک میں صدارتی طرز حکومت اور یک جماعتی نظام قائم کیا گیا۔ مارچ میں داؤد نے نئی کابینہ تشکیل دی جس میں اس کے قریبی دوستوں کے علاوہ سابق شاہی خاندان کے افراد بھی شامل تھے۔ چنانچہ بائیں بازو کی دو بڑی جماعتیں خلق اور پرچم پارٹی اپنی 10 سالہ علیحدگی ختم کر کے داؤد کے مقابلے میں متحدہ طور پر اٹھ کھڑی ہوئیں۔ اس کے بعد سیاسی قتل و غارت اور حکومت مخالف مظاہروں کا سلسلہ اور بڑے لیڈروں کی گرفتاری کا سلسلہ شروع ہوگیا۔

17/اپریل 1978ء کو کیمونسٹ لیڈر میر اکبر ایک پُراسرار قاتلانہ حملے میں ہلاک ہو گیا۔ چنانچہ صرف 10 دن بعد 27/اپریل کو وزیر دفاع کرنل عبدالقادر ڈوگروال نے مارکسسٹ ملٹری کمانڈروں کے ساتھ مل کر داؤد کا تختہ الٹ دیا بلکہ اس خونی انقلاب کے نتیجہ میں 70 سالہ داؤد، ان کے بھائی، تین بیٹیوں ان کی بیویوں، پوتوں، پوتیوں پر مشتمل 30 افراد کو گولیوں سے اڑا دیا گیا۔ داؤد کی لاش گاڑی سے باندھ کر کابل میں گھمائی گئی۔ 30/اپریل کو ''عوامی جمہوریہ افغانستان'' (DRA) کا اعلان ہوا اور نور محمد ترہ کی نے ملک کے صدر، وزیراعظم اور انقلابی کونسل کے چیئرمین کے عہدے سنبھال لئے۔

مکرم عبدالخالق نیر صاحب مربی انچارج نائیجیریا

جماعت احمدیہ نائیجیریا کا 59واں جلسہ سالانہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ نائیجیریا کو اپنا 59واں جلسہ سالانہ مورخہ 10-11-12/اپریل 2009ء کو بمقام حدیقہ احمد ابوجہ منعقد کرنے کی سعادت ملی۔ دو ہفتہ قبل اخباری نمائندوں کو ایک پریس کانفرنس میں اس کی اطلاع دی گئی اور انہیں جلسہ کی اغراض ومقاصد سے بھی آگاہ کیا گیا۔ اس پریس کانفرنس میں کل اخباروں کے 15، اور الیکٹرونک میڈیا کے 21 نمائندوں نے شرکت کی۔ اور اس پروگرام کے متعلق خبریں شائع اور نشر کیں۔ اسی طرح جلسہ سے قریباً دو ہفتہ قبل ملکی سطح پر باجماعت نماز تہجد کا اہتمام بھی کیا گیا اور مرکزی طور پر دو بیل صدقہ کے طور پر اور تین بکروں کی قربانی جلسہ گاہ میں دی گئی۔

مورخہ 10/اپریل کو صبح دس بجے دعوت الی اللہ و تربیت سیمینار کا اہتمام کیا گیا جس کا عنوان ''عصر حاضر میں مؤثر دعوت الی اللہ اور تربیت نومبائعین'' تھا۔ اس سیمینار میں دو تقاریر ہوئیں اور کثیر تعداد میں احباب شریک ہوئے۔ جلسہ سالانہ کے تین دنوں کے پروگراموں میں مکرم امیر صاحب نائیجیریا کے افتتاحی و اختتامی خطابات کے علاوہ تین تقاریر ہوئیں۔

جلسہ سالانہ نائیجیریا کے دوسرے دن جماعت نائیجیریا کے جنرل سیکرٹری نے حضور انور کا پیغام سنایا۔ جس کا ترجمہ دو مقامی زبانوں ہاؤسا اور یوروبا میں بھی سنایا گیا۔ دوسرے دن نماز ظہر وعصر کے بعد بعض نکاحوں کے اعلانات کئے گئے۔

جلسہ کے تمام پروگرام لجنہ اماء اللہ کی مارکی میں براہ راست دکھائے جاتے رہے۔ اس کے علاوہ لجنہ اماء اللہ کے اپنے پروگرام لجنہ کی مارکی میں ہی ہوئے۔ جلسہ سالانہ کے دوران نمائش اور بک سٹال بھی لگائے گئے جن سے احباب جماعت اور مہمانوں نے بھرپور استفادہ کیا۔ اس جلسہ میں 9 معزز مہمان شامل ہوئے جن میں ابوجہ کے پیراماؤنٹ چیف ڈاکٹر محمد موسیٰ، امیر آف بواری۔ امیر آف کرشی کے نمائندہ الحاجی عمر وماڈا کی اور پاکستانی ہائی کمیشن کے ڈپٹی ہیڈ اور ہیڈ آف چانسری مکرم سید مسعود ظہیر عابدی صاحب شامل ہیں۔

اس جلسہ میں چار ممالک ریپبلک آف بینن، ایکٹوریل گنی، چاڈ اور کیمرون کے وفود نے بھی شرکت کی۔ اس جلسہ کی کل حاضری 25,116 رہی۔

خدا تعالیٰ کا تائیدی نشان

گزشتہ سال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی آمد پر خلافت جوبلی جلسہ سالانہ نائیجیریا کے موقع پر موسم بہتر رہا۔ اور جلسہ سالانہ بخیر وخوبی اپنے اختتام کو پہنچا۔ لیکن حضور انور کے اختتامی خطاب اور دعا کے بعد جیسے ہی احباب جلسہ گاہ سے اپنے گھروں کو روانہ ہوئے اور جلسہ گاہ سے سامان سمیت لیا گیا تو شدید آندھی اور بارش ہوئی۔ اس موقع پر علاقہ کے لوگوں نے برملا کہنا شروع کر دیا کہ ان کے خلیفہ نے بارش کو روکا ہوا تھا۔

گزشتہ سال کی طرح امسال بھی خدا تعالیٰ کی تائید ونصرت کے نظارے دیکھنے کو ملے۔ امسال بھی جلسہ سالانہ سے قبل شدید آندھی آئی یہاں تک کہ جلسہ کی غرض سے لگائے گئے خیمے اڑ گئے۔ مگر پھر خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے موسم کی اس سختی کو جلسہ کے دنوں میں بدل کر موسم کو معتدل کر دیا۔ اور جلسہ سالانہ کے تینوں دن موسم بہتر رہا۔ جوں ہی جماعت احمدیہ کا جلسہ اپنے اختتام کو پہنچا اور احباب جماعت اپنے گھروں کو روانہ ہوگئے تو اس قدر شدید آندھی اور بارش آئی کہ ایسٹر کی غرض سے جلسہ کی شکل میں اکٹھے ہوئے عیسائیوں کے جلسہ گاہ کے ٹینٹ اور پول اکھڑ کر دور جا گرے اور اس کے نتیجہ میں کئی عیسائی احباب زخمی بھی ہوئے۔ اس واقعہ کے بعد ایک بار پھر لوگوں نے برملا اس بات کا اظہار کیا کہ جماعت احمدیہ موسم کو اپنے قابو میں کر لیتی ہے کہ ان کے پروگرام میں اس قسم کی کوئی آفت نہیں آتی۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔

کئی اخبارات اور الیکٹرونک میڈیا نے جلسہ سالانہ کے دوران اور بعد میں بھی جلسہ کی کامیابی کے متعلق خبریں شائع اور نشر کیں۔ جیسے نائیجیرین ٹیلی ویژن اتھارٹی (N.T.A)، فیڈرل ریڈیو کارپوریشن آف نائیجیریا (F.R.C.N) اور وائس آف نائیجیریا (V.O.N) نے اپنی شام کی نیشنل نیوز میں جماعت احمدیہ کے کامیاب جلسہ سالانہ کی خبریں نشر کیں۔

احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی ہمیں اپنے فضل اور رحم سے ان امور کو مزید بہتر طریق پر انجام دینے کی توفیق عطا کرتا چلا جائے اور اپنی تائید ونصرت کے نشان آئندہ بھی ہمیں اسی طرح سے دکھاتا چلا جائے آمین۔

(الفضل انٹرنیشنل 3 جولائی 2009ء)

خبریں

جامع مذاکرات شروع نہیں ہوسکتے

مصر کے تفریحی مقام شرم الشیخ میں بھارتی وزیراعظم منموہن سنگھ نے پاکستانی ہم منصب سے ملاقات کے بعد بھارتی صحافیوں کو بریفنگ دیتے ہوئے جامع مذاکرات پر اپنا موقف پھر تبدیل کرتے ہوئے کہا کہ پاک بھارت جامع مذاکرات اس وقت تک معطل رہیں گے جب تک پاکستان ممبئی حملوں کے ملزموں کے خلاف کارروائی نہیں کرتا۔ ممبئی حملوں کے ذمہ داروں کو انصاف کے کٹہرے میں لائے بغیر جامع مذاکرات شروع نہیں ہوسکتے۔

دہشت گردی کے خلاف اکٹھے لڑیں گے

پاکستان اور بھارت نے اتفاق کیا ہے کہ دہشت گردی کے خلاف اکٹھے مل کر لڑیں گے۔ دہشت گرد دونوں ممالک کے مشترکہ دشمن ہیں۔ دہشت گردی کے مقابلے کیلئے انٹیلی جنس معلومات کا تبادلہ کیا جائے گا۔ دونوں رہنماؤں کی مصر میں ملاقات کے بعد مشترکہ اعلامیے میں دونوں ممالک کے درمیان سیکرٹری خارجہ کی سطح پر مذاکرات جاری رکھنے پر اتفاق کیا گیا۔

آٹے کی فی من قیمت میں مزید 20 روپے کے اضافے کا اعلان

فلور ملز ایسوسی ایشن نے آٹے کی فی من قیمت میں 20 روپے کے اضافے کا اعلان کیا ہے جس کے بعد 20 کلو کے ایکس مل آٹے کے تھیلے کی قیمت 530 روپے سے بڑھ کر 540 روپے ہوگئی ہے جبکہ ریٹیل میں اس کا ریٹ 550 روپے سے تجاوز کر جائے گا۔ فلور ملز مالکان کا موقف ہے کہ مقامی اوپن مارکیٹ میں گندم کی قیمت بڑھنے سے آٹے کی قیمتوں میں اضافہ ہوا۔

طلبہ وطالبات کی رجسٹریشن وامتحانی فیس ختم کرنے کا حکم

وزیراعلیٰ پنجاب شہباز شریف نے سرکاری سکولوں کے طلبہ وطالبات کی میٹرک کے امتحان کیلئے تعلیمی بورڈ کی رجسٹریشن وامتحان فیس فوری طور پر ختم کرنے اور امتحانی نظام کو بوٹی مافیا سے پاک کر کے مکمل شفاف بنانے کی ہدایت کی ہے۔

☆......☆......☆

ربوہ میں طلوع وغروب 18 جولائی	
طلوع فجر	4:45
طلوع آفتاب	6:12
زوال آفتاب	1:14
غروب آفتاب	8:16

درخواست دعا

مکرم قریشی عبدالحلیم سحر صاحب افسر امانت تحریک جدید ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی اہلیہ محترمہ منصورہ حلیم صاحبہ کا ہرنیا کا کامیاب آپریشن مورخہ 12 جولائی 2009ء کو فضل عمر ہسپتال ربوہ میں ہوا ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

بادی بواسیر کیلئے
تریاق بواسیر
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ
PH:047-6212434

فضل ربی دواخانہ
احمد مارکیٹ ریلوے روڈ پر منتقل ہوگیا ہے
047-6216075,03336707226
حکیم قمر احمد فاضل طب الجراحت رجسٹرڈ حکیم

سکن اور موٹاپے کا کامیاب علاج بواسیر اے نیچرل ادویات سے کیا جاتا ہے
ناصر ہومیو کلینک اینڈ سٹور
کالج روڈ ربوہ بالمقابل جدید پریس ربوہ
0300-7713148

FLIGHTS 4U خوشخبری GOVT LIC NO 5504
جلسہ سالانہ U.K 2009ء کے بابرکت موقع پر U.K جانے والے خواہشمند حضرات ارزاں ٹکٹوں کی فراہمی کیلئے رابطہ کریں۔ علاوہ ازیں تمام ممالک کی ویزہ پروسیسنگ اور U.K کی ارجنٹ اپائنٹمنٹ کے لئے رابطہ کریں۔
ANAS AHMAD
MANAGING DIRECTOR 0321-5119111
M-Luqman Ahmad Travel Consultant
0333-5360781
OFFICE NO,1 BLOCK 36
ABDULLAH CHAMBER FAZLE HAQ
ROAD BLUE AREA ISLAMABAD

FD-10

خوشخبری مغل بینکوئیٹ ہال ٹینٹ سروس کی سہولت بھی دستیاب ہے
ربوہ کا جدید خوبصورت معیاری ایئر کنڈیشنڈ ہال جہاں آپ کو معیاری کھانوں اور معیاری سروس کی ضمانت دی جاتی ہے۔ تیز یکی پکائی دیگیں بھی آرڈر پر تیار کی جاتی ہیں۔
پروپرائٹر: محمد عظیم احمد مغل بینکوئیٹ ہال 3/1 فیکٹری ایریا ربوہ 047-6211412-0333-6716317

الفضل روم کولر
جستی کولر، گیزر، گیس اوون، واٹر کولر آرڈر پر تیار کئے جاتے ہیں۔
ہر کمپنی کا AC خریدیں اور ہمارے منظور شدہ ڈیلر سے فٹ کروائیں۔ گیس اوون، AC سروس اور مرمت کا کام کیا جاتا ہے۔ AC کے لئے سٹیبلائزر بھی دستیاب ہیں۔ ہر قسم کا واٹر پمپ اور بورنگ کا کام بھی کیا جاتا ہے۔
نوٹ: کولر، گیزر، گیس اوون۔ ہر قسم کا AC پرانا نئے کے ساتھ تبدیل کروائیں۔ نیز ہر قسم کی موٹر وائنڈ کروائیں۔
فیکٹری: 1-B-16-265 کالج روڈ نزد اکبر چوک ٹاؤن شپ لاہور موبائل: 0300-4026760 فون نمبر: 042-5114822,5118096